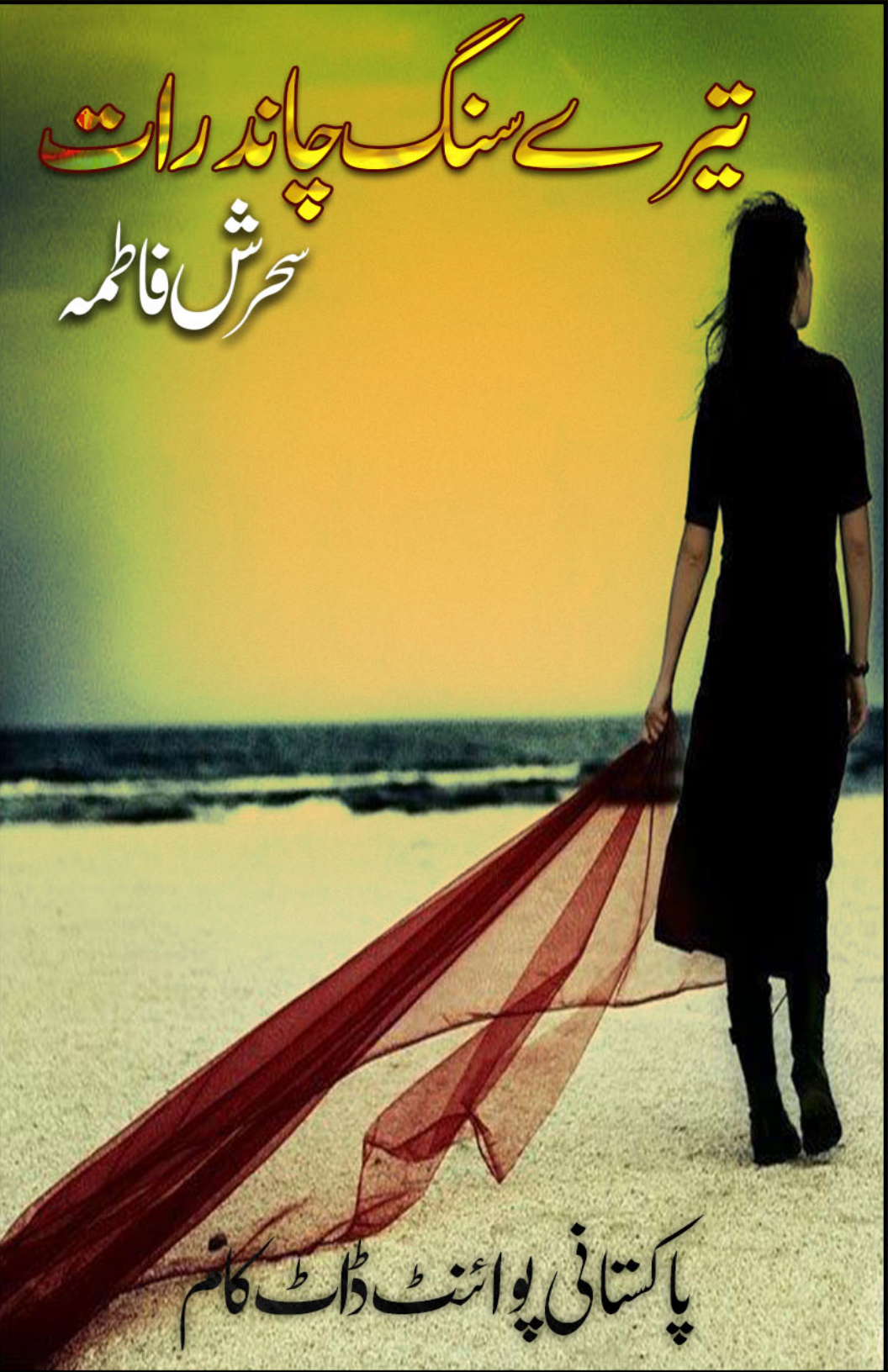
تیرے سنگ چاند رات
سحرش فاطمہ
پاکستانی پوائنٹ ڈاٹ کام

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔

www.pakistanipoint.com

تیرے سنگ چاند رات

سحرش فاطمہ

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔

www.pakistanipoint.com

تیرے سنگ چاند رات

کتابی شکل: پاکستانی پوائنٹ ڈاٹ کام

پاکستانی پوائنٹ کوئی تجارتی ویب سائٹ نہیں ہے یہاں پر موجود ناولز بالکل مفت ہیں۔ اس مشن کا مقصد صرف اردو ادب کی خدمت کرنا ہے تاکہ جو لوگ وطن سے دور ہیں اور اردو کتب حاصل نہیں کر سکتے، وہ یہاں سے ڈاؤنلوڈ کر لیں۔ اگر آپ اردو لکھنا جانتے ہیں تو آپ بھی روز کا ایک صفحہ کمپوز کر کے اس مشن کا حصہ بن سکتے ہیں۔ مزید معلومات کے لئے،

سپر موڈز: صبا گل، تتلی، ٹیم لیڈر: ایم وائی صائم، مینجمنٹ: وقار یا ایکسٹو سے رابطہ کریں،

شکریہ

"ہائے میری جوتی۔" وہ اپنے لال سینڈل کو اٹھائے بڑی حسرت سے دیکھے جارہی تھی۔

' 'بس کردو جوتی ہی ہے کوئی دل پھینک عاشق کا دل نہیں جو یوں دیکھ رہی ہو کہ بس' ' ...

' 'تم کیا جانو زین! ایک تو لال رنگ اور اوپر سے اچھا خیر تم نے پسند کی کوئی؟" اب وہ ساتھ بیٹھی لڑکی سے مخاطب تھی۔

' 'نہیں یار فیض... کہاں کچھ سمجھ ہی نہیں آرہا کون سی لوں وہ وہ دیکھو سامنے کالی والی کیسی لگے گی؟' '

' 'زین خدا کا خوف کرو... کالی چڑیل لگو گی تم۔" کانوں کو ہاتھ لگائے اُس لال رنگ کی سینڈل والی لڑکی نے کہا۔

' 'ہاں جیسے تم یہ لال سنڈل پہنو گی اور وہ مثال بنو گی بڈھی گھوڑی لال لگام۔" دانت پیستے ہوئے ساتھ بیٹھی دوست نے کہا۔

''اچھا اچھا بس بس جو لینا ہے جلدی لو پھر کچھ کھانے کو چلیں گے۔'' منہ بسورتے ہوئے لال رنگ والی نے کہا۔

''کھانے کو نہیں کھانے کے لیے نالائق۔'' اُس کی دوست نے اُسے گھوری دی۔

میں اُن دونوں کی پسند کی ہوئی سینڈلز کو پیک کرنے چلا گیا اور ہنسی برداشت کرتا رہا۔وہ دونوں بل پے کرتے ہوئے پھر ایک دوسرے سے لڑ رہی تھیں غالباً کسی بات پر بحث ہورہی تھی بل لے کر وہ دونوں چلتی بنیں میں اپنے کام میں لگ گیا ارے اُن دونوں کے بارے میں تو بتادیا ذرا اپنا اسمِ شریف بھی بتاتا چلوں میرا نام زین ہے ایم بی اے کیا ہے اور فی الحال جب تک جاب ملے تب تک فکرِ معاش کی وجہ سے اِس سینڈل کی شاپ پر سب کو جوتے مارتا اوہ میرا مطلب پہناتا ہوں۔

وہ دونوں جاچکی تھیں میں بھی کاؤنٹر پہ بیٹھا حساب کتاب کرنے میں مگن تھا کہ اچانک میری نظر نیچے گرے چھوٹے سے کلچ پہ گئی اِس سے پہلے کوئی اور اٹھاتا میں نے اٹھالیا۔جیسے ہی وہ کلچ اٹھانے لگا مجھے اُن دو لڑکیوں کی باتیں یاد آگئیں بے اختیار مسکرا اٹھا۔واپس کاونٹر پہ آیا اور کلچ کو ٹٹولنا شروع کردیا۔

’’اوہو تو میڈم کا نام فائزہ ہے تو یہ فیض صاحب کون تھے؟ اور دوسری لڑکی کا کیا نام لے رہی تھی وہ؟‘‘

’’زین صاحب! لنچ ٹائم ہوگیا ہے چلیں؟‘‘ میں ابھی اُن دونوں کو سوچ ہی رہا تھا کہ شاپ پہ کام کرنے والے لڑکے نے مجھے پکارا اچھی دوستی ہوگئی تھی میری اُس سے کلچ کو میں نے سنبھال کر دراز میں رکھ دیا اور اُس کے ساتھ باہر نکل آیا باقی لوگوں کو ہدایت دی کہ شاپ کا خیال رکھیں۔

☆☆☆☆☆☆

’’اوئے بس کر جا کتنا کھائے گا؟‘‘ میں نے آصف (شاپ ورکر) سے کہا۔

’’صاحب جل رہے ہیں کیا میری صحت سے؟‘‘ وہ بھی شغل کے موڈ میں تھا۔

’’اف حالت دیکھ اپنی ایسے ہی کھاتا رہے گا تو اور موٹا ہو جائے گا۔‘‘ وہ ندیدہ بنا جواب دیئے کھاتا رہا بلکہ ٹھونسے جارہا تھا۔

’’اچھا چل کھا بلکہ پوری دکان کھا جا۔‘‘ آصف نے مجھے گھور کے دیکھا اور منہ بسور کے پھر کھانے لگ گیا۔

☆☆☆☆☆☆

’’میرا تو بس نہ چلے میں تو چاٹ بھی کھاؤں۔‘‘

''ابھی تو برگر کھایا تھا اس کا کیا ہوا؟'' زینب نے سامنے بیٹھی اپنی دوست فائزہ کو حیرانی سے دیکھا۔

''ہاہاہا اب تم اگر ڈائیٹنگ پروگرام پہ چل رہی ہو تو میں کیا کروں تم بھی کھاؤ مزے کرو۔''

''ہاں ہاں تو اب ہو ہی پتلی اڑا لو مذاق۔'' فائزہ کو برا لگا تو زینب نے اس کی توجہ ایک ٹیبل کی طرف کی۔

''اس موٹو کو دیکھو کیسے ندیدوں کی طرح کھا رہا ہے تم بھی اس جیسی تو ہو پھر رونا دھونا کیا لگا رکھا ہے؟''

''زین! اس کی مرضی وہ کھائے نہ کھائے کم از کم تم تو میرا خیال کر جاؤ۔ اچھا چلو تمھاری باتوں سے ہی پیٹ بھر گیا چلو چلتے ہیں۔'' وہ دونوں کھا پی کے بل پے کرنے کاؤنٹر پر آئیں وہیں زین اور آصف بھی آگئے زین نے دیکھتے کے ساتھ ہی پہچان لیا تھا دونوں گھر چلی گئیں۔زین نے انہیں جاتے ہوئے دیکھا اور ان کی باتوں کو سوچتے ہوئے آصف کے ساتھ شاپ پر آگیا تھا۔

''فائزہ ذرا کمرے میں آؤ کام ہے۔'' فائزہ گھر میں داخل ہوئی ہی تھی کہ لاؤنج میں بیٹھی اُس کی امی مبشرہ نے اُسے حکم دیا اور خود بھی کمرے کی طرف چل دیں۔کمرے میں پہنچ کر مبشرہ نے افسردہ چہرے کے ساتھ اسے دیکھا۔

’ ’جی امی کہیں۔‘‘

’ ’یہ رشتہ بھی آنے سے پہلے چلا گیا۔‘‘

’ ’کہاں چلا گیا؟ بڑا ہی بدتمیز نکلا ہمیں بھی لے جاتا ناں ساتھ۔‘‘

’ ’تمہیں مذاق لگ رہا ہے؟ کیا کروں میں تمہارے اِس وزن کا۔‘‘

’ ’ارے واہ آپ کو میری فکر نہیں... میرے وزن کی ہے۔‘‘

’ ’فائزہ تم صحیح سے ڈائیٹنگ کرو نہ پھر‘ ‘ ...

’ ’حد ہوتی ہے میں نے نہیں کرنی رشتہ آئے تو آئے ورنہ میں نے شادی ہی نہیں کرنی۔‘‘ فائزہ نے پیر پٹخا یہ کہہ کہ رکی نہیں اور کمرے سے چلی گئی۔

’ ’اس کی وجہ سے میرا لوگ مذاق اڑاتے ہیں اور یہ سمجھتی ہی نہیں۔‘‘ فائزہ نے کمرے میں آکر رونا شروع کردیا تھا۔یہ کوئی تیسرا رشتہ تھا جو اس کے وزن کی وجہ لوٹ گیا تھا لیکن اسے اپنے وزن کی کہاں پروا تھی۔اپنا ذہن بٹانے کے لیے فیس بک پہ چیٹ کرنے لگی۔

فیس بک پہ نیوز فیڈ پر کسی دوست کی منگنی کا اسٹیٹس تھا تو کوئی کھانے پکانے کی تصویر لگا رہی تھی اور فائزہ کا دل مچلنے لگا‘ اُس نے لیپ ٹاپ بند کردیا اور اپنی شاپنگ دیکھنے لگی۔

وہ شاپنگز دیکھنے میں مگن تھی کہ موبائل بجا۔شاپنگ بیگز کے نیچے کہیں موبائل دبا ہوا تھا اور وہ شاپنگ بیگ اٹھا اٹھا کر زمین پر پھینکنے لگی۔شرر شرر کی آوازوں کے ساتھ موبائل بھی چلا رہا تھا۔

' 'شکر موبائل ملا۔'' فون کی اسکرین پر زینب کا نمبر جگمگا رہا تھا۔

' 'ہاں زین بول۔'' موبائل کو کان پر لگا کر کندھے کی مدد سے ٹکایا ہوا تھا۔

' 'ہائے کتنے مزے مزے کی شاپنگ کی ہے ناں ہم نے۔'' زینب کی جانب سے شرر شرر شاپرز کی آواز آرہی تھی۔

' 'ہاں واقعی اب رمضان سکون سے گزرے گا۔'' شاپز کو ایک جانب رکھ کر فائزہ لیٹ گئی تھی۔

' 'اچھا یہ بتاؤ کالج پارٹی میں کیا پہننے کا ارادہ ہے؟'' زینب نے رمضان شروع ہونے سے پہلے کالج میں ہونے والی پارٹی کے متعلق پوچھا۔

' 'ابھی کچھ سوچا نہیں۔'' اپنے بالوں سے کھیلتے ہوئے فائزہ نے سوچتے ہوئے جواب دیا۔

' 'اچھا مجھے بتا دینا پھر ہم ایک جیسے رنگ کے کپڑے پہنیں گے ٹھیک ہے ناں؟' '

’’چلو اب تم اتنا کہہ ہی رہی ہو تو سوچ کر بتا...‘‘ فائزہ نے لہرا کر جواب دیا۔

’’ڈارمے نہ کرو زیادہ اگر نہیں بتایا ناں تو میں تمہارا قتل کردوں گی۔‘‘ زینب نے دھیمی آواز میں ہی سہی لیکن دانت پیستے ہوئے کہا۔

’’اچھا بابا بتادوں گی اب چل فون رکھ یار بہت تھک گئی ہوں۔‘‘ جمائی لیتے ہوئے فائزہ نے کہا۔

’’سست پوست لڑکی جا مر سو دفع ہو۔‘‘ زینب نے یہ کہہ کر لائن کاٹ دی۔فائزہ نے بھی مسکرا کر فون اپنے سرہانے رکھا اور آنکھیں موند لیں۔

☆☆☆☆☆☆

اُس لڑکی کا کلچ میرے پاس تھا۔میں نے سنبھال کر اپنے پاس رکھا تھا کسی کو خبر بھی ہونے نہ دی۔ارے یہ نہ سوچئے گا کہ اُس میں بہت سے پیسے تھے یا کچھ اور بس کچھ ایسی چیزیں تھیں کہ میرا دل اُن چیزوں کی مالکن پر آگیا تھا۔

’’کالج کارڈ، لائبریری کارڈ اچھا تو موصوفہ ابھی تک علم کی خاک ہی چھان رہی ہیں۔‘‘ میں اب کارڈز کو الٹ پلٹ کر دیکھ رہا تھا۔

’’نام تو فائزہ لکھا ہوا ہے پھر اُس دوسری لڑکی نے فیض کیوں کہا؟‘‘ سر کھجاتے ہوئے میں نے سوچا۔

اندر سے سم کارڈ بھی ملا جس میں نمبر لکھا ہوا تھا لیکن سم نکلی ہوئی تھی۔

''آہاں تو کہیں یہ موصوفہ کا نمبر تو نہیں؟'' موبائل نکال کر میں نے اُس نمبر کو سیو کرلیا۔

سر کے کے نیچے ہاتھ رکھ کر مسلسل زین فائزہ کی باتیں یاد کررہا تھا۔کروٹ لے لے کر اُس نے وہ رات کاٹی کبھی کلچ نکال کر کارڈز دیکھتا کبھی موبائل پہ فائزہ کا نمبر دیکھتا رہتا۔

''یار زین تم نے میرا کلچ دیکھا؟'' اگلے دن فائزہ نے زینب کو فون کیا۔

''نہیں یار! تمہارا کلچ تھا تمہارے پاس ہوگا نا۔'' زینب کیوٹیکس لگاتے بات کررہی تھی۔

''نہیں ناں یار ساری شاپرز دیکھ لیں کسی میں بھی کلچ نہیں ہے۔'' روہانسی ہوکر فائزہ نے کہا۔

''اچھا اچھا ہوسکتا ہے میرے شاپرز میں سے کسی میں آگیا ہو میں نے بھی بے دھیانی میں دیکھا نہیں ہوگا ریلکس میں دیکھ کر بتاتی ہوں۔'' ناخنوں پہ کیوٹیکس لگا کر اب انہیں دیکھتے ہوئے بولی۔

''مجھے سمجھ نہیں آرہا کہاں جاسکتا ہے؟ کالج آئی ڈی کارڈ بھی اُسی میں تھا اف۔'' فکرمندی سے فائزہ گویا ہوئی۔

’ ’فیص ٹھنڈی سانس لے یار اور یاد کر ہم کہاں کہاں گئے تھے آخری جگہ کون سی تھی جہاں کلچ کھولا ہو گا؟‘ ‘

’ ’ایسے مجھے بھی یاد نہیں آئے گا ناں‘ رکو رکو ہم نے آخر میں برگر کھایا تھا ناں، وہیں تو نہیں رہ گیا؟“ فائزہ نے چٹکی بجاتے ہوئے کہا۔

’ ’نہیں یار بل تو میں نے پے کیا تھا یاد نہیں؟“ زینب نے ہنکارتے ہوئے کہا۔

’ ’اچھا ناں چلو تم نے مجھ پہ کیا احسان کر دیا بس اب اُس سے پہلے کہاں گئے تھے؟“ فائزہ نے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔

’ ’اُس سے پہلے... اُس سے پہلے...“ زینب نے سوچنا شروع کر دیا۔

’ ’جلدی بتاؤ ناں۔“

’ ’فیص کیا ہے یار صبر کرو مجھے بھی تو یاد کرنے دو۔“ زینب کو اب کوفت ہونے لگی۔

’ ’ہاں یاد آیا ہم شوز کی شاپ پہ گئے تھے ناں۔“

’ ’بالکل وہیں گئے تھے اف یعنی میرا کلچ وہاں ہے؟“ جوشیلے انداز میں فائزہ نے کہا۔

’’ ’اب مجھے کیا پتا دوبارہ وہاں جانا پڑے گا پوچھنے کے لیے۔‘‘ قدرے سہل انداز میں زینب نے جواب دیا۔

’’ ’پھر کب چلیں؟‘‘ بے صبری سے پوچھا۔

’’ ’یار میں تو آج مصروف ہوں کل کا رکھتے ہیں اوپر سے کل کی شاپنگ سے تھکاوٹ ہی نہیں اتری ابھی۔‘‘

’’ ’یار ایسا تو نہ کرو اگر واقعی میرا کلچ وہاں ہوا تو؟‘‘ فائزہ کو پھر سے فکر لگ گئی۔

’’ ’ہاں تو ایک دن اور رک جاؤ کہیں بھاگا نہیں جارہا تمہارا کلچ۔‘‘

’’ ’اچھا ٹھیک ہے لیکن کل تو کالج بھی جانا ہے ناں کارڈ نہ ہوا تو کیا کروں گی؟‘‘ اب دوسری ٹینشن لگ گئی فائزہ کو۔

’’ ’ہمم کل پہنچو تو کالج پھر دیکھتے ہیں اور بتا دینا کہ کارڈ گم ہوگیا ہے یا لانا بھول گئی کچھ بھی کہہ دینا یار خیر ہے دوسرا بنوا لینا اگر کلچ نہ ملا تو۔‘‘ کندھے اچکاتے ہوئے زینب نے کہا۔

’’ ’اچھا چلو ٹھیک ہے تم شاید مصروف ہو‘ میری تو باتیں رکنے والی ہی نہیں مجھے تو کلچ کی فکر ہی ستائے جارہی اب۔‘‘

’ ’فیض ریلکس یار‘ کھاؤ پیو‘ ٹی وی دیکھو اتنا نہ سوچو ہم جارہے ہیں ناں کل پرسوں پوچھنے کو۔“

’ ’کیا کہا زین! کل پرسوں؟ کل ہی کرو ناں بھئی“!

’ ’اچھا اچھا بابا کل کل ڈن ٹھیک ہے ناں کالج سے واپسی میں ہی کرلتے ہیں یہ کام اوکے؟“ زینب کی بات پر فائزہ نے سکھ کا سانس لیا اور الوداع کہہ کر فون رکھ دیا۔لیکن ٹیشن کسی صورت کم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

’ ’برخودار... کہو کیسا چل رہا ہے شاپ کا کام؟“ زین کے والد اکرام صاحب نے کھانا کھاتے وقت پوچھا۔

’ ’جی اچھا چل رہا ہے بابا۔“ نظریں جھکائے زین نے کھانا کھاتے ہوئے جواب دیا۔

’ ’اور تم نے کہیں جاب کے لیے اپلائی کیا تھا کسی کا جواب آیا؟‘ ‘

’ ’نہیں بابا ابھی تک تو نہیں آیا۔“گہری سانس لیتے ہوئے زین نے کے کہا۔

’ ’چلو کوئی بات نہیں کم از کم یہاں جاب کرکے تمہیں اندازہ تو ہورہا ہو گا ناں کہ یہ کام بھی آسان نہیں ہے۔“ ہاتھ ہلاتے ہوئے اکرام صاحب نے کہا۔

''بالکل آسان مشکل والی بات تو تب ہوتی ہے ناں جب پسند کا ہو یا نہ ہو۔'' پانی پیتے ہوئے زین نے کہا۔

''تو کیا تم ناخوش ہو اِس کام سے؟'' زین کی والدہ صفیہ نے بھی اپنا فرض نبھایا۔

''اوہو میں نے یہ تو نہیں کہا کہ میں ناخوش ہوں؟ بس ایک بات کہی ہے۔'' زین نے گھورتی ہوئی ماں کو دیکھ کر کہا۔

''اچھا اچھا مجھے لگا ہمارے بیٹے کو یہ کام پسند ہی نہیں جو تمہارے ابو نے ایک چھوٹے سے پیمانے سے شروع کیا تھا۔''

''ارے بات کو کہاں سے کہاں لے جاتیں ہیں آپ بھی ممی؟ میں نے تو بات برائے بات کی تھی۔''

''اچھا اب بس آپ دونوں کھانا کھائیں باقی باتیں بعد میں کرلیں گے اور موڈ بھی ٹھیک رکھیں۔'' اکرام صاحب نے کرخت لہجے میں کہا۔

کھانا کھانے کے بعد زین ٹی وی کے سامنے بیٹھ گیا ساتھ ہی اکرام صاحب بھی ڈائری لیے حساب کتاب میں لگ گئے تھے۔

''نیا اسٹاک کا کیا حال ہے؟'' اچانک اکرام صاحب نے سوال کیا۔

''جی کیا؟'' چینل بدلتے ہوئے زین نے سوال کیا۔

’’برخودار ہم پوچھ رہے ہیں نیا اسٹاک جو آیا ہے اس کی خرید و فروخت کیسی ہے؟‘‘ چشمہ اتار کر پین کو ڈائری میں رکھ کر بند کرتے ہوئے اکرام صاحب نے دوبارہ پوچھا۔

’’اوہ اچھا ہاں کافی پسند کیا جارہا ہے اور اب تو ویسے بھی رمضان آنے والا ہے تو عید کی وجہ سے ابھی سے رش ہونا شروع ہوگیا ہے۔‘‘ زین ٹی وی پہ نگاہ جمائے چینل بدلے جارہا تھا۔

’’ایک چینل پر رک بھی جا کیا بدل بدل کر دماغ خراب کررہا ہے؟‘‘ صفیہ جو کھانے کے بعد گرین ٹی لے کر آئی تھیں فوراً ہی زین کو ٹوکا۔

’’کہیں کچھ اچھا آہی نہیں رہا ناں تو کیا کروں؟‘‘ زین نے بے زاری سے کہا۔

’’اچھا کوئی فیشن والا چینل لگا دو میں ہی دیکھ لوں کیا چل رہا ہے آج کل۔ بڑی کوئی سوہنیاں کڑیاں آندی نے ٹی وی وچوں۔‘‘

’’خدا کا واسطہ ہے ممی ایک تو آپ کی پنجابی دوسرے یہ فضولیات لڑکیوں کو دیکھ کر کیا مل جانا ہے؟‘‘ زین کو چڑ ہونے لگی۔

''تو کیا کروں؟ تمہاری جاب کا کچھ ہو تو تمہارے لیے لڑکی ڈھونڈنا شروع کروں اور ہاں خبردار میری پنجابی کے لیے کچھ کہا تو... ہاں نہیں تو وڈے آئے انگریز دے پتر۔'' صفیہ اپنی جون میں بولیں۔

''انگریز دا پتر؟ کیا بول رہی ہیں بھئی؟ میں یہ جو آپ کے ہمراہ صوفہ پر تشریف فرما ہیں ناں اکرام صاحب جی جی یہ جوتیوں کی دکان والا بندہ میں اِسی خاک سار کا برخوردار ہوں بلکہ اِناں دا پتر۔'' زین نے بھی پنجابی کا حشر نشر کرتے ہوئے اپنے ایک مخصوص انداز میں جواب دیا۔

''چھڈ چپ کرکے سبز قہوہ پی اب۔'' صفیہ کا موڈ سخت خراب ہوچکا تھا۔ زین گرین ٹی پیتے ہوئے ہنوز مسکرارہا تھا جسے اکرام صاحب نوٹ فرماچکے تھے اور زین ''کلچ۔'' والی کو ہی سوچے جارہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

''اف میں کیا کروں اگر میرا کلچ نہیں ملا تو؟ چلو اسٹیٹس ہی لگا دیتی ہوں ''فیلنگ اپ سیٹ کا۔'' فائزہ اپنے کلچ کے کھو جانے کا غم منانے فیس بک پہ آچکی تھی اور اسٹیٹس لگاتے ہی سب سے پہلا کمنٹ زینب کا ہی تھا۔

''ہاہاہا... کوئی حال نہیں تمہارا کہا تو تھا ریلکس کر صبر کر پر نہیں ہاہاہا۔'' تپانے کے لیے زینب نے یہ کمنٹ کیا تھا۔

’ ’شکریہ زین پر کیا کروں تم نے ہی تو سیکھایا تھا یہ فیلنگ والا تو سوچا اب اپلائی کرہی ڈالوں۔“ منہ چڑانے والے اسمائیلی کے ساتھ کمنٹ کیا۔

’ ’اوہو یعنی کوجی سی بلی بن گئی ہو؟“ زینب نے فوراً کمنٹ کیا۔

’ ’ہاہاہا بس کیا کروں تمہاری کوجی سی مانو بلی ہوں ناں تو تمہیں ہی میاؤں میاؤں کروں گی۔“ فائزہ مسکرا مسکرا کر جواب دے رہی تھی جب ہی ساتھ رکھا موبائل بج اٹھا۔شاید میسج آیا تھا۔

’ ’ضرور زین کا میسج ہو گا۔“ لیپ ٹاپ کو سائیڈ پہ کرکے اب موبائل ہاتھ میں لے لیا۔

’ ’میسج دیکھوں... آہاں واٹس ایپ پہ میسج ہے۔“

’ ’یہ کیا انجانہ نمبر؟“ خود کلامی کرتی ہوئی فائزہ نے آنکھیں چھوٹی کرکے دیکھا۔

’ ’فیض؟‘ ‘

’ ’یا اللہ یہ کون ہے جس نے مجھے فیض کہہ کر بلایا ہے۔“ سوچتے ہوئے تیزی سے اُس نے اپنا انگوٹھا چلایا اور میسج ٹائپ کیا۔

’ ’جی آپ کون؟‘ ‘

’ ’زین ہوں۔“

’ ’کیا... زین...!‘‘ یہ اِس نے نمبر کب بدلا؟‘‘ انگلی دانتوں تلے دبائے فائزہ سوچنے لگی۔

’ ’یہ کون سا نمبر ہے بھئی؟‘‘ فائزہ نے میسج کے ذریعے پوچھا۔

’ ’بھائی کا ہے، تم کیسی ہو کیا کر رہی ہو ابھی؟‘ ‘

زین مزے سے بیٹھا فائزہ کے آنے والے میسج کے ساتھ محظوظ ہو رہا تھا۔نمبر اُس نے پہلے ہی سیو کر لیا تھا ایس ایم ایس کے بجائے زین نے واٹس ایپ پہ میسج کرنے کا سوچا تھا۔

’ ’بس یار کلچ کی وجہ سے واقعی اپ سیٹ ہوں، اچھا اب میں سو رہی ہوں کل کالج میں ملیں گے۔‘‘ فائزہ نے میسج کیا اور موبائل بند کر کے لیٹ گئی۔

’ ’ہمم اب یہ کل کالج جائے گی۔اِس کا مطلب کہیں ایسا نہ ہو یہ محترمہ اپنی دوست ’’زین‘‘ سے یہ بات نہ شئیر کرے۔‘‘ زین سر کے نیچے بازو رکھ کر سوچنے لگا۔

☆☆☆☆☆☆

اگلے دن کالج کے مین گیٹ پر فائزہ کا پہنچتے ہی برا حال ہونے لگا۔ہاتھ ملتے ہوئے وہ گیٹ پہ کھڑے چوکیدار کو کارڈ نہ لانے کی وجہ بتا رہی تھی۔

’’پتا ہے ناں آپ کو کارڈ کے بغیر ہمیں اجازت نہیں ہوتی کہ ہم کسی کو بھی اندر جانے دیں۔‘‘

’’میں جانتی ہوں بھئی اب ہوگئی ناں غلطی دوبارہ نہیں ہوگی۔میں جا کر دوسرا کارڈ بنوانے کا کہہ دیتی ہوں دو تین رکھوں گی ہر جگہ بس خوش؟‘‘ چوکیدار نے منہ بسورتے ہوئے اندر جانے دیا فائزہ تیز تیز قدم اٹھاتی اپنی کلاس کی طرف جانے لگی۔

’’اوئے کیا ہوا؟‘‘ زینب نے غصے سے لال ہوتی فائزہ کو دیکھا اور پوچھا۔

’’بس کچھ نہیں چھٹی ہونے کا انتظار کرنا شروع۔‘‘ فائزہ اب اپنی چیئر پر آکر بیٹھ گئی۔

’’لو ابھی تو آئی ہو اور آتے کے ساتھ ہی گھر جانے کی جلدی؟ تو اس سے اچھا آتی ہی نہیں۔‘‘

’’میرا موڈ ابھی شدید خراب ہے زین پلیز تنگ نہ کر۔‘‘ فائزہ نے قدرے ناگواری سے کہا۔

’’ارے کیا ہوگیا ہے؟ اچھا چلو انتظار کرتی رہو چھٹی ہونے کا حد ہے بھئی۔‘‘ زینب نے بھی منہ پھیر کر کہا۔

جیسے تیسے پہلا پیریڈ ختم ہوا دوسرا شروع ہوتے کے ساتھ ہی پتا چلا کہ ٹیچر آئی ہی نہیں ہے۔

' 'کینٹین چلیں؟' '

' 'کیوں چھٹی ہوگئی ہے کیا جو اب مجھ سے اچھے سے بات کررہی ہو؟'' زین نے اُس کی جانب بغیر دیکھے کہا۔

' 'او یار بس میرا موڈ اُس چوکیدار کی وجہ سے خراب ہوگیا تھا سوری یار...'' فائزہ نے زینب کے ہاتھ پکڑے۔

' 'تو مجھ سے اس طرح بات کرنے کی کیا ضرورت تھی؟' '

' 'دیکھ میں تیری بلی ہوں ناں پالی پالی سی مانو سی موٹی سی چل اب معاف کردے سوری' کینٹین چلتے ہیں۔''

' 'ٹھیک ہے اب ایسے بات نہ کرنا آئی سمجھ... مجھے پتا ہے تمہیں کلچ کی وجہ سے چھٹی کا انتظار کرنا ہے میں جانتی ہوں تمہیں اچھے سے لیکن تم' ' ...

' 'اف میری توبہ... زین قسم سے تم جیسی دوست ہو ناں بس اور کچھ نہیں چاہیے ما سوائے کچھ کھانے کے اب پلیز یار چل میں نے ناشتہ بھی نہیں کیا تھا۔'' فائزہ کے انداز پر زینب کی ہنسی چھوٹ گئی۔

’’میں تو ابھی سے جتنا کھانا ہے کھالوں رمضان میں تو فُل ڈائٹنگ پروگرام شروع ہوجائے گا۔‘‘ سموسہ چٹنی میں ڈبو ڈبو کے چسکے لے لے کر فائزہ کھا رہی تھی۔

’’بات سنو یہ جو تم ہر سال رمضان میں ڈائٹنگ کے نام پر جو کھا پی رہی ہوتی ہوناں اُس کے بجائے اچھی چیزیں کھا لو تو صحت کی صحت بھی رہے گی اور تمہارا حجم بھی اچھا رہے گا۔‘‘

’’تم بس جلتی ہو مجھ سے اور کچھ نہیں۔‘‘ فائزہ کی بات پر زینب نے اُسے گھورا۔

’’میں اور تم سے جلوں گی؟ ایسی بات ہے اب تم ذرا اُس شاپ پہ چلو میرے ساتھ ہونہہ۔‘‘ زینب نے ہنکارا بھرا۔

’’اچھا اچھا میں نے تو مذاق کیا تھا بابا اچھا اب کی دفعہ ناں رمضان میں ’’کئیر۔‘‘ کروں گی ٹھیک ہے ناں؟‘‘

’’نہیں نہیں تم یہیں بیٹھی ٹھونستی رہو میں جارہی ہوں باقی کلاسز لینے اور واپسی میں بھی میں گھر چلی جاؤں گی تمہیں جہاں جانا ہو چلی جانا۔‘‘ یونیفارم جھاڑتے ہوئے زینب اٹھی۔

'اچھا بھئی بس ناں ایک تو تم میری دوست ہو اور ایسے کروگی تو مجھ معصوم کا کیا ہو گا؟" فائزہ کو بھی اٹھنا ہی پڑا۔

'کچھ نہیں ہونا تمہارا اب چلو کلاس میں یار ٹھونس چکی ہو ناں اب چھٹی تک کچھ نہیں کھانا آئی سمجھ؟" ناک پھلا کر زینب نے کہا اور فائزہ نے بس سر ہلا دیا۔

جیسے تیسے کالج میں پورا دن گزرا اور چھٹی کے وقت گھر پر فون کرکے مطلع کر دیا تھا کہ وہ دونوں شاپنگ پہ جارہی ہیں۔دونوں اسی شاپ پر پہنچیں۔

'سنیں یہاں کسی نے کالے رنگ کلچ گرا دیکھا ہے؟" فائزہ نے ابھی کہا ہی تھا کہ زینب نے اُسے ٹہوکا دیا۔

'کیا ہے؟" بازو سہلاتی فائزہ نے زینب کو دیکھا۔

'ہم لوگ دو دن پہلے شاپ پر آئے تھے دوپہر کے ٹائم اور واپسی میں اِن کا کلچ گر گیا تھا کہیں آپ نے یا کسی اور ورکر نے تو نہیں دیکھا؟" فائزہ نے بہت مہذب انداز میں سامنے موجود کاؤنٹر پر ورکر سے پوچھا۔

'جی معذرت لیکن مجھے اِس بات کا علم نہیں۔میں دراز میں دیکھ لیتا ہوں اگر کوئی کسٹمر کچھ چھوڑ جاتا ہے تو ہم جمع کرکے رکھ لیتے ہیں۔" اُس ورکر نے کاؤنٹر ٹیبل کی دراز دیکھی لیکن اُسے کچھ نہ ملا۔

’’جی یہاں تو کچھ نہیں ہے میں اور ورکرز سے پوچھ لیتا ہوں آپ کی تسلی کے لیے۔‘‘

’’سنیں یہاں اور کتنے لوگ ہیں؟ یہاں کے مالکان میں سے کوئی موجود نہیں؟‘‘ تجسس بھرے انداز میں فائزہ گویا ہوئی۔

’’جی وہ ذرا مصروف ہیں اس لیے نہیں آئے۔اگر انہیں ملا ہو گا تو میں پوچھ کر آپ کو بتا دوں گا آپ اپنا نام اور نمبر یہاں لکھ دیں۔‘‘ اُس ورکر نے رجسٹر سامنے کیا‘ دونوں نے اپنا نمبر لکھ دیا اور گھر چلی گئیں۔ورکر نے رجسٹر میں مارک کر دیا تھا۔

’’یار اب کیا ہو گا؟‘‘ گھر پہنچ کر فائزہ نے متفکر ہو کر زینب کو دیکھا۔

’’کچھ نہیں انتظار اور کیا؟‘‘ زینب نے مصنوعی غصے سے گھورا۔

’’یار ہم نے اپنا نمبر بھی وہاں دے دیا ہے، پتا نہیں وہ رابطہ کریں گے یا نہیں اپنا نمبر کیوں دے دیا فضول میں۔‘‘ ایک بار پھر فائزہ اور زینب روم میں تھے کہ فائزہ نے رونی آواز میں کہا، زینب نے کشن کھینچ کے دے مارا۔

’’بی بی اگر یہی سب کرنا تھا تو کلچ کو بھول ہی جاتیں جانے دیتیں۔‘‘

’’ایک تو اتنی زور سے مارتی ہو ناں کہ نہیں۔میں تو اِس لیے فکر مند تھی کہ خیر ویسے شاپ والا شریف تو لگ رہا تھا شکل سے۔‘‘

''اچھا تو اب فکر بند کرو اور پلیز کھانے کا کچھ کرو تاکہ پھر میں آرام سے گھر جاسکوں کل کی تیاری بھی کرنی ہے ناں۔'' زینب فریش ہونے فائزہ کے واش روم میں گئی اور فائزہ اُس کے لیے کھانے کا بندوبست کرنے لگی۔کھانا کھا کر فائزہ نے زینب کو گھر چھڑوادیا تھا۔

اگلے دن موبائل کی بیل پہ فائزہ کی آنکھ کھلی اور اس نے مندی مندی آنکھوں سے موبائل اسکرین کو دیکھا۔

''زین کالنگ۔'' تو اس کی آنکھیں پوری کھل گئیں جلدی سے کال پک کرکے وہ بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

''ہاں ہاں یار اٹھ گئی ہوں پتا ہے مجھے بھی کہ آج پارٹی ہے۔''

''تقریباً ریڈی ہوں تم بھی جلدی کرو۔'' اور زین کے کچھ کہنے سے پہلے کال ڈراپ کر کے وارڈروب کی طرف لپکی۔

اُدھر زین بس فائزہ کی مدھر نیند میں ڈوبی ہوئی آواز سن کر مسکرائے جارہا تھا۔ زین بھی اُسی وقت اٹھا تھا اور صبح صبح فائزہ کی آواز سن کر خود کو فریش محسوس کرنے لگا۔اچھے سے موڈ کے ساتھ ناشتہ کیا اور پھر جاب انٹرویو پہ جانے کے لیے نکل پڑا۔

دوسری جانب جلدی جلدی فائزہ پارٹی کے لیے تیار ہوئی۔کالج جاتے ہی زینب اور دیگر لڑکیوں کے ساتھ خوب ہلہ گلہ کیا اور تصاویر کھنچوائیں۔گھر پہنچ کر کچھ دیر کو وہ لیٹ گئی۔

''پتا ہے ناں پرسوں سے رمضان شروع ہورہے ہیں؟'' مبشرہ فائزہ کے کمرے میں آئیں۔

''جی امی پتا ہے۔''

''بس اس دفعہ کھانے پینے پہ اچھا والا کنٹرول کرنا ہے تم نے۔'' مبشرہ اُس کے پاس آکر بیٹھیں اور بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگیں۔

وہ جو زینب کو یہ کہہ بیٹھی تھی کہ وہ ڈائینگ کرے گی لیکن اپنی ماں کے آگے ڈائیٹ والی بات سن کر جھنجھلا گئی۔

''مجھے کچھ نہیں پتا بس اِس بار خیال رکھنا ہے تو رکھنا ہے آئی سمجھ؟''

''اچھا ٹھیک ہے ناں ابھی تو آرام کرنے دیں بھئی۔'' مبشرہ نے اُسے ماتھے پہ پیار کیا اور کمرے سے چلی گئیں۔

شام میں اٹھ کر فائزہ نے موبائل چیک کیا تو کافی مسڈ کالز تھیں زینب کی پھر واٹس ایپ دیکھا تو زینب کے بھائی والے نمبر سے میسج آئے ہوئے تھے۔

''بہت اچھی لگ رہی تھیں آج تو چلو ہماری تصویر تو بھیجو۔''

فائزہ ابھی بھی نیند میں ہی تھی۔اُس نے بنا جواب دیے ایک دو تصویریں جو بہت اچھی آئی تھیں زین کو بھیج دیں۔

رات میں ٹی وی پہ اعلان ہوا تھا کہ اگلے دن پہلا روزہ ہو گا۔سب ایک دوسرے کو چاند مبارک کا میسج کرنے میں مصروف ہوگئے تھے۔وہیں زین نے بھی فائزہ کو مبارک باد کا میسج بھیجا۔جواباً فائزہ نے بھی مبارک باد کا میسج کر دیا۔

''ہو سکتا ہے زین کے بھائی نے میسج کیا ہو کوئی نہیں زین کے بھائی میرے بھائی۔'' اس نے دل میں سوچا اور سونے چلی گئی۔

☆☆☆☆☆☆

رمضان شروع ہوگیا تھا جہاں کالج کی چھٹیاں تھیں وہیں فائزہ روز نت نئ ریسپیز ٹرائی کرتی، مبشرہ ٹوکتی لیکن وہ رمضان کے بابرکت مہینے کا کہہ کر بات گھما دیتی۔ زینب اور فائزہ ایک دوسرے کے گھر افطاری پہ جاتیں۔زین کو بھی پتا لگ گیا تھا کہ دو لڑکیاں آئی تھیں کلچ کا پوچھنے اپنا نمبر بھی چھوڑ گئیں، زین جو ویسے ہی فائزہ کا نمبر جانتا تھا یہ بھی ایک طرح سے قدرتی بہانہ مل چکا تھا تاہم کلچ اُس نے پھر بھی اپنے پاس رکھا اور یہی کہا شاپ پہ کہ کلچ یہاں نہیں ہے۔فائزہ کو پتا چلا کہ اُس کا کلچ شاپ پہ بھی نہیں ہے تو بے حد افسوس ہوا۔

رمضان کا پہلا عشرہ گزر چکا تھا۔شاپنگز وہ پہلے ہی کر چکی تھیں اس لیے انہیں آخری لمحے تک کی فکر نہیں تھی۔زین مستقل اُسے میسج کرتا رہتا تھا حال احوال لیتا رہتا تھا جس کے بدلے میں فائزہ بھی بات چیت کر لیتی تھی۔ایک دن مبشرہ سے ملنے کوئی خاتون آئیں اُس دن فائزہ گھر پر نہیں تھی۔

باتوں ہی باتوں میں پتا چلا کہ وہ خاتون رشتے کے لیے آئی تھیں۔مبشرہ پھولے نہیں سمارہی تھی، بقول اُس خاتون کہ فائزہ کو دیکھ رکھا ہے اور میرے بیٹے کو بھی پسند ہے اِس لیے ہم یہ رشتہ لے آئے ہیں۔مبشرہ نے کافی جگہوں پہ فائزہ کی تصویریں دے رکھی تھیں۔وہ یہی سمجھی کہ ضرور کسی نہ کسی کے ذریعے رشتہ آیا ہو گا۔فائزہ کو بتانے کے بجائے وہ بس چپ ہی رہیں وہ چاہ رہی تھیں کہ وہ لوگ پراپر رشتہ لے کر آئیں رسم بھی کر ڈالیں تاکہ فائزہ چوں چراں نہ کر سکے۔

دوسرے عشرے میں فائزہ نے کچھ کھانا پینا کنٹرول میں کر لیا تھا۔زین کے متواتر آتے میسجز کبھی وہ اگنور کرتی کبھی جواب دے دیتی لیکن کبھی کبھی غصہ بھی آتا تھا کہ یہ زینب کا بھائی اتنا فری کیوں ہو رہا ہے۔زینب کو بتاتی تو شاید زینب کو برا بھی لگتا ویسے بھی لڑکیاں اِس معاملے میں حساس ہوتی ہیں مارے مروت کے وہ بتا نہیں پاتیں۔تیسرا عشرہ شروع ہوتے ہی مبشرہ نے فائزہ کے بازاروں کے چکر

لگوانا شروع کر دیئے۔فائزہ کی شاپنگ ہو تو چکی تھی لیکن مبشرہ اپنے طور پر بھی شاپنگ کروانا چاہ رہی تھی۔

' 'بھئی میں جب کہہ چکی ہوں میری ایک ایک چیز موجود ہے تو پھر دوبارہ سے یہ سب کیوں؟' '

' 'کیا اب ایک ہی جوڑا پہنو گی؟ کم از کم دو تین تو لینے چاہیے تھے ناں؟'' مبشرہ ایک دوست کی بوتیک پہ لے آئی تھی۔

' 'آپ کو پتا بھی ہے یہ سلے سلائے کپڑے مجھے آنے نہیں تو کیوں لے کر آئی ہیں یہاں؟'' حسرت بھری نگاہوں سے وہ بوتیک میں ریکس پہ لٹکے خوب صورت اور جدید تراش خراش کے ملبوسات دیکھ رہی تھی لیکن جانتی تھی کہ ان میں سے کوئی بھی اُسے ''فٹ۔'' تو آنے والا ہے نہیں۔

' 'تم بس چپ کر کے میرے ساتھ رہو سمجھی۔'' مبشرہ نے اُسے گھورا اور کاؤنٹر پہ جا کر اپنی دوست سے باتیں کرنے لگی۔فائزہ وہیں رکھے صوفے پہ آکر بیٹھ گئی کچھ ہی دیر میں ایک خاتون فائزہ کے پاس آئی۔

' 'تم فائزہ ہو؟'' اُس خاتون نے اُسے پکارا تو فائزہ نے ہڑبڑا کر انہیں دیکھا۔

' 'ج... جی آپ کون؟' '

’ ’مبشرہ کی بیٹی ہو ناں؟ دوست ہوں اُس کی۔‘‘ اُس خاتون نے اپنا تعارف کروایا۔

’ ’اوہ اچھا‘ وہ وہاں کاؤنٹر پہ ہیں آپ ان سے جا کر مل لیں۔‘‘

’ ’اچھا اچھا ٹھیک ہے تم سے مل کر اچھا لگا چلو مبشرہ کے پاس ہی چلی جاتی ہوں۔‘‘ ہنستے ہوئے وہ خاتون وہاں سے چلی گئی۔

’ ’اف پتا نہیں اب امی کب آئیں گی... روزے میں باہر نکلنا کتنا تو برا لگتا ہے۔‘‘ وہ اب موبائل سے فیس بک یوز کرنا شروع ہوگئی۔

’ ’چلو فائزہ کافی دیر ہوگئی ہے۔‘‘ مبشرہ اُس کے سر پر آکر کھڑی ہوگئی۔

’ ’اچھا واقعی دیر ہوگئی ہے؟‘ ‘

’ ’فضول بولنے کی ضرورت نہیں ایک تو ماں ہوں تمہارے لیے اچھا برا سب سوچوں اور تم ہو کہ‘‘...

’ ’اب گھر چلیں مہربانی کرکے۔‘‘ فائزہ مبشرہ کے ساتھ گھر جانے کے لیے اٹھ گئی۔دونوں گھر پہنچیں فائزہ کا ہنوز موڈ خراب تھا۔گھر پہنچتے ہی مبشرہ کچن کی جانب چلی گئیں۔

افطاری کے وقت فائزہ، مبشرہ اور رضوان (فائزہ کے ابو) روزہ کھولنے بیٹھے، چیزیں بھی ساری مبشرہ نے لگائی تھیں فائزہ کا موڈ اتنا خراب تھا کہ وہ کچن میں بھی نہیں گئی تھی۔

جیسے ہی اذان ہوئی فائزہ نے روزہ کھولا اور چیزیں دیکھ کر حیران ہوئی تھوڑی شرمندہ بھی ہوئی اور مبشرہ کو دیکھا۔ مبشرہ بھی مسکراتے ہوئے فائزہ کو دیکھ رہی تھیں۔

'' 'کیا بات ہے بھئی بڑا مسکرا رہی ہو بیگم خیر ہے ناں؟' ''

'' 'لو اب میں مسکرا بھی نہیں سکتی کیا؟ بس اپنی بیٹی کے لیے اُس کی پسند کی چیزیں بنائی ہیں ناں اُسے دکھا کر خوش ہورہی ہوں اور کیا۔''

'' 'تھینک یو امی!'' نظریں جھکا کر اُس نے مبشرہ سے کہا۔

'' 'اچھا اب یہ سننے کے لیے میں نے یہ سب نہیں بنایا تھا۔'' جوس گلاس میں انڈیلتے ہوئے مبشرہ نے کہا۔

'' 'لیکن آپ بھی تو حد کردیتی ہیں ناں بعض اوقات۔'' منہ بسورتے ہوئے فائزہ نے کہا تو مبشرہ نے گھوری دی۔

'' 'اب آپ لوگوں کا پیار ختم ہوگیا ہو تو چپ چاپ افطار کریں اور مجھے بھی جوس ڈال کے دیں۔'' رضوان نے بات ختم کرانے کی کوشش کی۔

تیسرا عشرہ اپنے اختتام پہ پہنچنے والا تھا۔ مبشرہ نے جو کپڑے بوتیک سے خاص بنوائے تھے وہ فائزہ کو دکھائے جسے دیکھ کر فائزہ بہت خوش ہوئی اُس نے پہن کر بھی دیکھے۔دو دن بعد چاند رات تھی۔زین کے مستقل میسجز آرہے تھے۔

' 'یہ بتاؤ عید پہ کیا پہنو گی؟' '

' 'یہ بات میں آپ کو کیوں بتاؤں کہ کیا پہنوں گی۔'' ناگواری سے فائزہ نے میسج کا جواب دیا۔

' 'تصویر بھیج دینا بس چلو چاند رات کا بتاؤ مہندی لگواؤ گی ناں؟' '

' 'میری مہندی کا آپ سے کیا کام؟'' منہ بناتے جواب لکھا۔

' 'کیا مجھ سے بات کرنا برا لگتا ہے۔'' زین نے اداس چہرے والے اسمائیلی کے ساتھ میسج کیا۔

' 'دیکھیں آپ میری دوست کے بھائی ہیں اور مجھے اچھا نہیں لگتا یوں ہر وقت آپ کے میسج آئیں میں زین کو بتا کر دوستی میں کوئی خلل لانا چاہتی ہوں اچھا یہی ہو گا کہ آپ مجھے میسجز نہ کیا کریں۔''

' 'اوہ تو یہ بات ہے؟'' میں نے سوچا کہ تم نے زین سے اتنی دوستی رکھی ہوئی ہے مجھ سے بھی رکھ لو تو حرج نہیں خیر اب میسج نہیں کروں گا۔'' زین نے مسکراتے ہوئے میسج بھیجا اور اندازہ تھا کہ فائزہ اِس میسج کا جواب نہیں دے گی۔

’’ ’اف کہاں پھنس گئی ہوں میں بھی... اچھا ہے نہ کرے میسج مجھے کیا۔‘‘ سر جھٹکتے ہوئے فائزہ نے سوچا اور چاند رات کا سوچنے لگی۔

☆☆☆☆☆☆

آخری روزے کی افطاری کی جارہی تھی۔

’’ ’پھر آپ لوگ جارہے ہیں ناں؟‘‘ زین نے چنی پیالی میں ڈالتے ہوئے پوچھا۔

’’ ’برخودار یہ سوال کتنی دفعہ دہرانا ہے؟‘‘ اکرام صاحب نے پوچھا۔

’’ ’نہیں بس ایسے ہی۔‘‘ کندھے اچکا کر زین نے جواب دیا۔

’’ ’کہیں تمہارا بھی تو ساتھ جانے کو موڈ نہیں؟‘‘ صفیہ نے چھیڑتے ہوئے کہا۔

’’ ’کون سا واقعی لے جائیں گے آپ لوگ۔‘‘ آہ بھرتے ہوئے زین نے کہا۔

’’ ’لو اب پسند تمہاری ہے تو تمارا ساتھ چلنا تو بنتا ہے، کیوں جی صحیح کہا ناں زین کے ابو؟‘ ‘

’’ ’ہاں ہاں یہ بھی چلے ساتھ کوئی حرج نہیں اچھا ہے سب ایک دوسرے سے مل لیں۔‘‘ اکرام صاحب کی بات پر زین نے خوش ہوکر دونوں کو دیکھا اور انتظار کرنا شروع کردیا کہ کب یہ لوگ جائیں گے۔

’’فائزہ تم نے ابھی یہ جوڑا پہننا ہے۔‘‘ مبشرہ فائزہ کو اُسی کی الماری سے جوڑا نکال کر دکھا کر بولیں۔فائزہ تسبیح پڑھنے لگ گئی۔

’’سن رہی ہو ناں؟‘‘ فائزہ نے اثبات میں سر ہلایا۔تھوڑی دیر بعد وہ مبشرہ سے مخاطب ہوئی۔

’’چاند رات پہ مجھے یہ جوڑا دے رہی ہیں پہننے کے لیے؟ امی یہ تو اتنا نفیس کام والا ہے اور میں تو مہندی لگوانے بھی جاؤں گی ناں تو پھر یہ کیوں؟‘‘ حیران ہوتی فائزہ نے پوچھا۔

’’ہاں کچھ مہمان آرہے ہیں تمہارے رشتے کے لیے۔‘‘

’’کیا کہا... میرا رشتہ لیکن اچانک کیسے؟‘‘ فائزہ کو حیرانی نے آگھیرا۔

’’اچانک نہیں مجھے پتا تھا بس اِس دن کے انتظار میں تھی کہ وہ لوگ آئیں گے تو ہی بتاؤں گی اب چپ چاپ یہ جوڑا پہن لو اور اچھے سے تیار ہوجانا سمجھیں۔‘‘ مبشرہ نے تحکم بھرے انداز میں کہا اور وہاں سے چلی گئیں۔

’’حد ہوگئی بھئی بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا اور میں اب تیار بھی ہوں اف۔‘‘ وہ ہلکا نارنجی رنگ کا جوڑا تھا جس پہ گولڈن کڑھائی اور کٹ دانے کا کام بنا ہوا تھا، ہاتھوں میں ہم رنگ چوڑیاں پہنی تھیں اور ساتھ میں گولڈن سینڈل۔ ہلکی سی لپ گلاز کے ساتھ آنکھوں میں کاجل لگایا ہوا تھا۔

مبشرہ نے اُسے آکر بتایا کہ مہمان آچکے ہیں۔وہ مبشرہ کے ساتھ لاؤنج میں آئی جہاں زین اپنے والدین کے ہمراہ موجود تھا۔فائزہ سامنے بیٹھی خاتون کو پہچاننے کی کوشش میں لگی تھی۔

''فائزہ میں وہی ہوں بوٹیک پہ جو ملی تھی ناں مبشرہ کی دوست۔'' صفیہ نے مسکراتے ہوئے فائزہ کو دیکھ کر کہا۔

''یہ میرا بیٹا ہے زین۔'' زین نام سن کر وہ چونک گئی۔بلاشبہ زین لڑکے کا ہی نام ہوتا ہے لیکن اُس کی دوست بھی زینب سے زین بن چکی تھی تو چونک کر ایک دم مسکرا کر سامنے بیٹھے زین کو دیکھا پھر نظریں جھکا دیں۔

''بھئی ہم لوگ تو باتیں واتیں کر ہی لیں گے اِن دونوں کو بھیج دیتے ہیں تاکہ ہم لوگ اپنی باتیں کریں ورنہ یہ دونوں خوامخواہ بور ہوجائیں گے۔'' اکرام صاحب نے رضوان سے کہا انہوں نے بھی بات کی تائید کی اور مبشرہ نے فائزہ کو کہا کہ وہ زین کو چھت پہ لے جائے۔فائزہ زین کو لے کر سیڑھیاں چڑھتے ہوئے چھت پہ آئی۔

''زبرست ہوا چل رہی ہے ناں۔'' زین نے ہاتھ دونوں پیچھے باندھے فائزہ کو دیکھ کر کہا۔

''جی۔'' فائزہ نے دھیمی آواز میں جواب دیا۔

''مجھے تو آپ پسند آئیں کیا میں آپ کو پسند آیا؟'' زین نے فائزہ کے کان میں سرگوشی کی۔

''جی۔'' وہ سٹپٹا گئی۔

''فائزہ نیچے ہماری بات طے ہورہی ہے' کیسا لگ رہا ہے آپ کو؟'' زین اُس کی حالتِ غیر پر محظوظ ہورہا تھا۔

''جی... اچھا۔''

''بس جی اچھا۔'' زین نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔

''چلیں لگتا ہے آپ کو کوئی تحفہ دینا پڑے گا تبھی شاید آپ کا موڈ کچھ اچھا ہو جائے۔'' زین نے مسکرا کر کہا۔

''ایسی تو کوئی بات نہیں۔'' فائزہ کو سمجھ نہیں آیا وہ اب کیا کہے۔

''اچھا روکیں میں ذرا ابھی آیا۔''

''جی۔'' فائزہ نے پھر سے وہی جی کہا۔

زین نیچے گیا اور ساتھ میں دو شاپرز لے آیا۔

''یہ لیجئے جناب آپ کا ایک تحفہ۔'' زین نے فائزہ کے ہاتھ میں ایک شاپر پکڑایا۔

’ ’کھولیں اب۔‘‘ زین کے کہنے پر فائزہ نے شاپر میں سے باکس نکالا اور کھولا۔

’ ’لال رنگ کی سینڈل؟‘ ‘

’ ’کیوں حیران ہورہی ہیں کیا سینڈل دیکھ کر؟‘‘ زین نے سر کھجا کر پوچھا۔

’ ’یہ اِس طرح سینڈلز بھی تحفے میں دی جاتی ہیں کیا؟‘‘ فائزہ نے بے یقینی سے سوال کیا۔

’ ’اوہ کیا نہیں دی جاتیں؟ اچھا چلیں یہ یہاں رکھیں نیچے میں دوسرا تحفہ دیتا ہوں۔‘‘ مارے حیرت کے فائزہ زین کی حرکتیں نوٹ کررہی تھی۔

ایک چھوٹا سا شاپر دیا فائزہ کو جسے اب وہ انہماک سے کھولنے لگی۔جیسے ہی اُس نے وہ تحفہ کھولا سامنے کھڑے زین کو دیکھا اور اُس تحفے کو۔

’ ’یہ... یہ... تو... میرا کلچ ہے‘ آپ کے پاس کہاں سے آیا؟‘ ‘

’ ’جہاں آپ نے چھوڑا تھا وہیں سے۔‘‘ زین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’ ’کیا مطلب؟‘‘ فائزہ نے بھنویں سکیڑ کر پوچھا۔

’ ’کسی جوتیوں والی شاپ پہ گرا آئیں تھیں آپ۔‘‘ زین ہنوز مسکرائے جارہا تھا۔

’ ’اور یہ لال رنگ کی کہانی؟‘ ‘

’ ’اُس دن آپ ہی تو اپنی دوست کے ساتھ آکر سینڈل خرید رہی تھیں اور لال رنگ کی جوتی ہی تو لی تھی یاد آیا؟‘ ‘

’ ’اف میرے خدا! میرے گھر تک کیسے پہنچے؟‘ ‘

’ ’ہاہاہا‘ میڈم آپ کے کلچ میں کچھ کارڈز موجود تھے جس میں آپ کا کالج کارڈ بھی تھا جہاں آپ کا پتا بھی موجود ہے۔“ زین کی باتوں سے فائزہ کی آنکھیں مزید حیرت سے پھیل گئیں۔

’ ’ویسے پارٹی والی تصویروں میں بہت پیاری لگ رہی تھیں۔“

’ ’پارٹی والی تصویریں؟“ فائزہ کو سمجھ ہی نہیں آرہا تھا زین بول کیا رہا ہے۔

’ ’اور کیا اور ابھی جو دو تین دن پہلے میں نے کہا کہ عید کے جوڑے کا بتاؤ اور مہندی کا کیسے ڈانٹ دیا مجھے، گندی بچی۔“ زین نے اب شوخی سے کہا۔

’ ’اف میرے خدا وہ زین وہ نمبر زین کے بھائی وہ زین آپ تھے؟“ فائزہ کا غصے سے خون کھولنے لگا۔

’ ’جھوٹے کہیں کے... زین بن کر مجھ سے باتیں کیں میری تصویریں بھی دیکھیں اور اب رشتہ لے کر آگئے؟‘ ‘

’ ’ہاں کیا کرتا پہلی نظر میں ہی پسند آگئیں تھیں ناں بس فیض کیا کرتا تمہارا زین؟“ کان پکڑ کر زین نے کہا۔

’’مجھ سے اب بات نہ کریں آپ۔‘‘ فائزہ کو برا لگ رہا تھا۔

’’یار اب معاف کردو دیکھو میں سب بتا بھی تو رہا ہوں ناں۔‘‘

’’آپ کی وجہ سے میں اپنی دوست کے بھائی کو برا بھلا کہتی رہی دل میں، یہ سوچنے لگ گئی کہ زینب کو بتاؤں تو کیسے بتاؤں اور یہاں تو معاملہ ہی کچھ اور نکلا۔‘‘

’’اچھا ناں دیکھو میں نے سب بتا دیا ناں اور کوئی اور نہیں میں تو پہلے ہی اپنا بتا چکا تھا کہ زین ہوں اب تم ہی بتاؤ کیا کرتا؟ نیچے بات پکی ہوگئی ہوگی۔نیچے چلیں اب؟‘‘ زین نے مناتے ہوئے کہا۔

’’آپ کو تو میں چھوڑوں گی نہیں۔‘‘ فائزہ نیچے جانے لگی ہی تھی کہ زین نے روکا۔

’’ہاں بالکل پہلے شادی کرنا پھر بھلے نہ چھوڑنا۔پکڑے رہنا مجھے زندگی بھر۔‘‘ ذومعنی انداز میں شوخ ہوتے زین نے فائزہ کو کہا۔

’’ہونہہ۔‘‘ فائزہ کے ساتھ ہی زین بھی نیچے آگیا جہاں دونوں کے والدین ایک دوسرے کو رشتہ پکا ہونے کی مبارکبادیں دے رہے تھے۔دونوں کو ساتھ بٹھایا اور رسم ادا کی گئی۔

’’سنو اب چل کر مہندی بھی لگوانا میرے ساتھ اور کل کے جوڑے کا بھی بتانا۔‘‘ زین نے فائزہ کے کان میں سرگوشی کی۔

’’جی۔‘‘ فائزہ نے تھوڑا غصے کے انداز میں کہا لیکن دل میں تو لڈو پھوٹ رہے تھے۔

’’چاند مبارک میری چاند۔‘‘ زین نے پھر سرگوشی کی۔

’’آپ کو بھی چاند مبارک۔‘‘ نظریں جھکائے بالآخر شرما کر جواب دے ہی دیا۔

اختتام